دار الافتاء
جامعۃ العلوم الاسلامیۃ
علامہ بنوری ٹاؤن کراچی
پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سوال: موجودہ صورتحال میں جب کہ حکومت کے لاک ڈاؤن کے اعلان کی وجہ سے کاروباری مراکز بند ہیں، دفاتر اور دیگر کاروباری سرگرمیاں معطل ہیں دو سوالات دریافت طلب ہیں۔

۱: جو دوکانیں یا دفاتر وغیرہ کرایہ پر دی گئی ہیں، موجودہ حالات میں کیا ان کا کرایہ دینا واجب ہے؟ جب کہ کرایہ دار لاک ڈاؤن کے دوران ان کرایہ کی املاک سے فائدہ نہیں حاصل کر پا رہا؟

۲: جن اداروں، دوکانوں، کارخانوں وغیرہ کے ملازمین یا گھریلو ملازمین حاضری سے اور اپنی خدمات فراہم کرنے سے قاصر ہیں کیا یہ ملازمین اجرت یا تنخواہ کے حقدار ہیں۔

مستفتی: محمد عبداللہ

عبداللہ ہارون روڈ، صدر کراچی

الجواب حامداو مصلیا

لاک ڈاؤن کے دوران دوکانوں کے کرایہ، ملازمین کی تنخواہوں وغیرہ کا حکم

اس وقت پوری دنیا ایک وبائی مرض (کورونا) کی آزمائش میں مبتلا ہے، اس دوران لوگوں کو دیگر مسائل کے ساتھ ساتھ متعدد فقہی مسائل کا بھی سامنا ہے، انہی مسائل میں سے ایک مسئلہ کرایہ داری کے معاملات اور ملازمین کی تنخواہوں کا بھی ہے۔

اس موضوع کو ہم دو حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔

(۱) لاک ڈاؤن سے متاثر ہونے والی کرایہ پر دی گئی کاروباری املاک کے کرایہ کا حکم۔

(۲) لاک ڈاؤن سے متاثر ہونے والے ملازمین کی تنخواہوں کا حکم۔

ذیل میں ان دونوں مسائل کا شرعی حکم بیان کیا جاتا ہے۔

لاک ڈاؤن سے متاثر ہونے والی کرایہ پر دی گئی کاروباری املاک کے کرایہ کا حکم

جو املاک کرایہ پر دی جاتی ہیں ان کا کرایہ واجب الادا ہونے کا شرعی ضابطہ یہ ہے کہ ان املاک واشیاء سے مطلوبہ فائدہ حاصل کرنے کی قدرت ہو، لہذا اگر ان املاک سے کسی بھی قسم کا انتفاع حاصل کرنے سے کوئی مانع ہو خواہ مالک کہ طرف سے خواہ کسی اور کی طرف سے تو اس صورت میں کرایہ واجب نہیں ہوگا، اور اگر کرایہ دار نے کسی بھی قسم کی منفعت حاصل کر لی ہو مثلا اپنا سامان وہاں رکھا ہو تو اس صورت میں کرایہ واجب الادا رہے گا۔

شرح المجلۃ لخالد الاتاسی میں ہے:

المادہ: ۴۷۰: تلزم الاجرة ایضا فی الاجارة الصحیحة با لاقتدار علی استیفاء المنفعة ---
واستفیدمن لفظ الاقتدار انه لو منعه المالک او الاجنبی او سلم الدار مشغولة بمتاعه لاتجب الاجرة کما صرح به فی رد المحتار عن النهایة

وفی الهندیة عن محیط السرخسی: فان عرض فی المدة مایمنع الانتفاع کما اذا غصبت الدار من المستاجر او غرقت الارض المستاجرة او انقطع عنها الشرب او مرض العبد اوابق سقطت الاجرة بقدرذالک (ج:۲، ص: ۵۵۴، ط: رشیدیه کوئٹه)

وفي الدر المختاروحاشیة ابن عابدین :

(و) اعلم أن (الأجر لا يلزم بالعقد فلا يجب تسليمه) به (بل بتعجيله أو شرطه في الإجارة) المنجزة، ...(أو الاستيفاء) للمنفعة (أو تمكنه منه) إلا في ثلاث مذكورة في الأشباه.

(قوله أو تمكنه منه) في الهداية: وإذا قبض المستأجر الدار فعليه الأجرة وإن لم يسكن.

قال في النهاية: وهذه مقيدة بقيود: أحدهما التمكن، فإن منعه المالك أو الأجنبي أو سلم الدار مشغولة بمتاعه لا تجب الأجرة. (رد المحتار6/ 11ط:سعيد)

وفي الموسوعة الفقهية الكويتية :

الأصل في عقد الإجارة عند الجمهور اللّزوم ، فلا يملك أحد المتعاقدين الانفراد بفسخ العقد إلاّ لمقتض تنفسخ به العقود اللاّزمة ، من ظهور العيب ، أو ذهاب محلّ استيفاء المنفعة . واستدلّوا بقوله تعالى { أوفوا بالعقود } وقال أبو حنيفة وأصحابه : يجوز للمكتري فسخ الإجارة للعذر الطّارئ على المستأجر مثل أن يستأجر دكّاناً يتّجر فيه ، فيحترق متاعه أو يسرق ، لأنّ طروء هذا وأمثاله ، يتعذّر معه استيفاء المنفعة المعقود عليها ، وذلك قياساً على هلاك العين المستأجرة.(1/ 230ط:وزارة الأوقاف الشؤن الإسلامية)

وفي الدر المختار:

(ويسقط الأجر بالغصب) أي بالحيلولة بين المستأجر والعين؛ لأن حقيقة الغصب لا تجري في العقار، وهل تنفسخ بالغصب؟ قال في الهداية نعم خلافا لقاضي خان، ولو غصب في بعض المدة فبحسابه (إلا إذا أمكن إخراج الغاصب) من الدار مثلا (بشفاعة أو حماية) أشباه. (رد المحتار6/ 12ط:سعيد)

فقه مالكي

وفي منح الجليل شرح مختصر خليل :

(و) فسخ كراء الحوانيت (ب) سبب (أمر السلطان بإغلاق الحوانيت) لعدم إمكان مخالفة أمره. ابن حبيب وكذلك الحوانيت يأمر السلطان بغلقها. ابن يونس الجائحة في المكتري للسكنى من أمر غالب لا يستطيع دفعه من سلطان أو غاصب فهي بمنزلة ما لو منعه أمر من الله تعالى، كانهدام الدار وامتناع ماء السماء حتى منعه حرث الأرض فلا كراء عليه في ذلك كله لأنه لم يصل إلى ما اكترى. (7/ 521ط:دار الفكر)

وفي الشامل في فقه الإمام مالك:

ولزمه الكراء بالتمكن، وإن بورها لعدم بذر أو سجنه سلطان وإن عطش بعضها أو غرق أو لم يأت بسلم للأعلى فبحسابه.(2/ 785 الناشر : مركز نجيبويه للمخطوطات وخدمة التراث)

وفيه أيضا:

وانفسخت بعفو ذي القصاص وسكون ألم السن وتلف مؤَجر كهدم دار وموت دابة معينة، وحسب الماضي، وبأمر السلطان بغلق الحوانيت عَلَى المَشْهُور. (2/ 791 الناشر: مركز نجيبويه للمخطوطات وخدمة التراث)

لاک ڈاؤن سے متاثر ہونے والے ملازمین کی تنخواہوں کا حکم

اس کی تفصیل میں جانے سے قبل یہ سمجھ لیجئے کہ ملازم یعنی اجیر کی ابتداء دو قسمیں ہیں.

☆اجیر خاص (ملازم) ☆اجیر مشترک (پیشہ ورانہ کاریگر (ملازم)

اجیر خاص:

اجیر خاص اس ملازم کو کہا جاتا ہے جو کسی ایک یا کچھ افراد کا خاص طور پر ملازم ہو، ایسے ملازم کیلئے ضروری ہے کہ جب وہ ایک یا چند افراد کا ملازم بنے تو پھر وہ اس مخصوص وقت میں کسی اور کا ملازم نہیں ہو سکتا، مثلاً زید نے ایک آدمی کو اپنے ادارے میں کسی پوسٹ پر ملازم رکھ لیا اور اس سے ملازمت کی تمام تفصیلات تنخواہ اور وقت وغیرہ سے متعلق طے کر لیں اور یہ بھی طے ہو گیا کہ اب وہ کسی اور کا کام نہیں کریگا

تواب یہ شخص زید کا اجیر خاص ہے۔ یہ اجیر (ملازم) اب اپنے ملازمت کے اوقات میں کسی دوسرے شخص کا کام اپنے مستاجر (ملازم رکھنے والے یا مجاز افسر) کی اجازت کے بغیر نہیں کر سکتا کیونکہ اس ملازم نے اپنے ملازمت کے اوقات مستاجر کے ہاتھ فروخت کر دیئے ہیں، اس لئے اجیر خاص اسی وقت سے اجرت کا مستحق ہوگا جس وقت سے اجیر نے اپنے آپ کو موجر کے سپرد کر دیا ہے، اگر مستاجر اس اجیر خاص سے کوئی کام نہ لے اور اسے بے کار بیٹھائے رکھے تو بھی موجر کے لئے اجیر خاص کو اجرت دینا ضروری ہوگا، کیونکہ اجیر خاص نے اپنے اوقات مستاجر کے ہاتھ فروخت کر دیئے ہیں اب اگر مستاجر اس اجیر خاص سے کام نہیں لیتا تو اس میں اجیر کا کوئی قصور نہیں ہے اور اجیر اسی وقت سے اجرت کا مستحق ہوگا جب سے اجیر خاص نے مستاجر کے پاس حاضری دی ہے۔

اجیر خاص (ملازم) کی پھر مزید تین قسمیں بن سکتی ہیں:۔

(1) مزدور (2) نجی ملازم (3) سرکاری یا مسلمانوں کے اجتماعی ادارے کا ملازم

1: مزدور تو اس قدر کام کرتا ہے اور اتنا عرصہ کام کرتا ہے جس کیلئے اس مزدوری پر رکھا جاتا ہے، جیسے ہی کام مکمل ہوا اس کا اجارہ بھی ختم ہو جاتا ہے۔

2: نجی ملازم کسی ایک شخص یا کئی اشخاص کو جواب دہ اور ان کی طرف سے ملازمت پر رکھا جاتا ہے اور کام میں کوتاہی کی صورت میں ان اشخاص سے معاف کرا لینے سے معافی ہو جاتی ہے۔

3: سرکاری یا مسلمانوں کے اجتماعی ادارے کے ملازم کا معاملہ سنگین ہوتا ہے، وہ جواب دہ اپنے ذمہ داروں کو ہوتا ہے، اسی طرح کام میں کوتاہی یا کسی خرد برد و بد عنوانی کی صورت میں افسران بالا سے تو معاف کرا سکتا ہے، لیکن عام مسلمانوں سے وہ کیسے اپنی کوتاہی و خرد برد معاف کرائے گا؟ چنانچہ اپنی ملازمت کے دوران مذکورہ دونوں اقسام کے ملازموں سے زیادہ احساس ذمہ داری اور دیانت سے کام کرنے کی ضرورت ہوتی ہے، کیونکہ اسکے پاس اپنی کوتاہی و خرد برد کو عام مسلمانوں سے معاف کرانے کی کوئی صورت نہیں ہوتی۔

اجیر مشترک:

اجیر مشترک اس کو کہا جاتا ہے کہ جو کسی ایک شخص کا اجیر نہ ہو بلکہ وہ ہر کسی کا کام کرتا ہو مثلاً دھوبی، درزی وغیرہ کہ یہ کسی ایک فرد کے ملازم نہیں ہوتے بلکہ یہ ہر کسی کا کام اجرت پر لے کر کرتے ہیں۔ اجیر مشترک کام کر کے اجرت کا مستحق ہوتا ہے، محض اپنے آپ کو سپرد کر دینے سے اجرت کا مستحق نہیں ہوتا۔ جیسا کہ درزی، دھوبی، مالی، گھریلو ماسی وغیرہ ہیں، اور اجیر مشترک جب تک کہ وہ اپنا مفوضہ کام مکمل نہ کر لے اس وقت تک اجرت کا مستحق نہیں ہوتا۔

مثلاً درزی کو کپڑا سینے کے لئے دیا تو جب تک وہ کپڑا سی نہ لے وہ اجرت کا مستحق نہیں ہوگا۔

اجیر خاص کے معاملات کی اقسام:

اجیر خاص کے اپنے مستاجر کے ساتھ معاملات کی نوعتیں بھی مختلف ہوتی ہیں، اور انہی کی بنیاد پر ان کی اجرت کے استحقاق یا عدم استحقاق کا فیصلہ ہوتا ہے۔

اصولی طور پر یہ سمجھنے کی ضرورت ہے کہ ملازم (اجیر خاص) اور مالک (مستاجر) کے درمیان ہونے والا معاملہ عموما تین طرح کا ہوتا ہے۔

(۱) میاومہ یعنی یومیہ اجرت ہر معاملہ کرنا۔

(۲) مشاہرہ یعنی ماہانہ اجرت پر معاملہ کرنا۔

(۳) مسانہہ یعنی سالانہ اجرت پر معاملہ کرنا۔

ان تینوں معاملات میں یومیہ اجرت طے کر کے اجارہ کرنے کا معاملہ تو واضح ہے کہ اجیر یا ملازم کو اجرت اسی وقت ملے گی کہ جب وہ مقررہ اوقات میں حاضر رہے اور طے شدہ کام کرنے پر قدرت بھی رکھے یعنی مستاجر (کام پر رکھنے والا) اس سے طے شدہ کام لینا چاہے تو لے سکتا ہو مثلا اس نے اپنا ادارہ، دوکان، فیکٹری وغیرہ کھول رکھی ہے تو اس صورت میں ملازم اجرت کا مستحق ہوتا ہے۔ اور اگر ملازم متعین وقت میں نہ آئے یا آئے لیکن صورت حال یہ ہو کہ مستاجر اس سے کام لینا چاہے تو نہ لے سکتا ہو تو ایسی صورت میں ملازم اجرت کا مستحق نہیں ہوگا۔

جہاں تک ماہانہ یا سالانہ بنیاد پر رکھے گئے ملازمین کا تعلق ہے تو وہ اپنی ملازمت کے پورے عرصہ میں کام کرنے کے پابند ہوتے ہیں اور مالکان ان سے کام لینے کا استحقاق رکھتے ہیں، اور کام نہ کرنے کی صورت میں اجرت کی کٹوتی کرنے کے مجاز ہیں۔

تاہم المعروف کالمشروط کے تحت کاروباری حضرات کے یہاں جو دن چھٹی کے لئے معروف ہیں مثلا اتوار کا دن یا سرکاری عام تعطیلات کے ایام تو ان دنوں کی تعطیل کی صورت میں مالکان اجرت میں کٹوتی کا حق نہیں رکھتے اس لیے کہ ان ایام کی تعطیل عقد ملازمت کرتے وقت کے زبانی یا تحریری معاہدہ میں شامل ہوتی ہے، الا یہ کہ اس کے خلاف کی صراحت کر دی گئی ہو اور ملازم نے اسے قبول بھی کر لیا ہو۔

اب رہی ہنگامی یا غیر متوقع تعطیلات جو ان ایام کے علاوہ ہوں جیسا کہ موجودہ صورتحال میں سرکار کی طرف سے لاک ڈاؤن کی وجہ سے ہونے والی غیر متوقع تعطیلات تو ان ایام کی اجرت کے بارے میں شرعی اصول یہ ہے کہ اگر مالکان کی طرف سے ایسی کسی ناگہانی صورتحال سے متعلق کوئی پالیسی وضع شدہ ہو اور عقد ملازمت کے وقت ملازمین نے اسے قبول کر لیا تھا تو فریقین پر اس معاہدہ کی پابندی لازم ہے۔ اور اگر ایسی صورتحال کے لیئے پہلے سے کوئی پالیسی موجود نہیں ہے تو پھر اصولی طور پر لاک ڈاؤن کے دوران ہونے والی تعطیلات کا حکم بھی عام سرکاری تعطیلات کا ہے کہ ان ایام کی تنخواہ دینا ادارہ پر لازم ہوگا الا یہ کہ ادارہ نے اپنے ملازم کے ساتھ ملازمت کا معاہدہ ختم کر دیا ہو

حوالہ جات:

والثاني: وہو الأجير الخاص ويسمي أجير واحد، وہو من يعمل لواحد عملا مؤقتا بالتخصيص، ويستحق الأجر بتسليم نفسه في المدة۔ (الدرالمختار مع الشامي، الإجارة، باب ضمان الأجير، مبحث الأجير الخاص ۶/ ۶۹ (سعيد)

- وفيه ايضا:
- قال ط: وفيه أنه إذا استؤجر شهرا لرعي الغنم كان خاصا وإن لم يذكر التخصيص، فلعل المراد بالتخصيص أن لا يذكر عموما سواء ذكر التخصيص أو أهمله، فإن الخاص يصير مشتركا بذكر التعميم كما يأتي في عبارة الدرر (قوله وإن لم يعمل) أي إذا تمكن من العمل، فلو سلم نفسه ولم يتمكن منه لعذر كمطر ونحوه لا أجر له كما في المعراج عن الذخيرة

دار الافتاء جامعة العلوم الاسلامية علامہ بنوری ٹاؤن کراچی پاکستان

- الأجير الخاص ہو من يعمل لمعين عملا مؤقتا، ويكون عقده لمدة ويستحق الأجير بتسليم نفسه في المدة؛ لأن منافعه صارت مستحقة لمن استأجره في مدة العقد۔ (الموسوعة الفقهية الكويتية ١/ ٢٨٨)
- والأجير الخاص من يعمل لواحد ويسمي أجير واحد، ويستحق الأجر بتسليم نفسه في مدته۔
(ملتقى الأبحر على مجمع الأنہر، الإجارة، دارالكتب العلمية بيروت ٣/ ٥٤٨-٥٤٧)
البحرالرائق، كتاب الإجارة، باب ضمان الأجير، كوئٹه ٨/ ٢٩۔
الفتاوى الہندية، كتاب الإجارة، الباب الثامن والعشرون: في بيان حكم الأجير الخاص والمشترك، ٤/ ٥٤٣۔
- وفيه ايضا: استاجر اجيرا شہرا ليعمل له كذا لايدخل يوم الجمعة للعرف۔۔۔الخ (ج:٤،ص: ٤١٧، ط: رشيديه)
- وفي الدر المختار:
- وهل يأخذ أيام البطالة كعيد ورمضان لم أره وينبغي إلحاقه ببطالة القاضي. واختلفوا فيها والأصح أنه يأخذ؛ لأنها للاستراحة أشباه من قاعدة العادة محكمة . (رد المحتار4/ 372ط:سعيد)

فقط واللہ اعلم

کتبہ

محمد ابراہیم فضل خالق

دار الافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیۃ

علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن کراچی

۲۱، ۸، ۱۴۴۱ھ بمطابق ۱۶، ۴، ۲۰۲۰ء

الجواب صحیح

محمد انعام الحق

۲۳، ۹، ۱۴۴۱ھ

الجواب صحیح

محمد شفیق عارف

۲۳، ۹، ۱۴۴۱ھ